Al-Azhār

ISSN (Print): 2519-6707

Volume 7, Issue 1 (Jan-June, 2021)

Issue:http://www.alazhaar.org/index.php/alazhar/issue/view/16

URL: http://www.al-azhaar.org/index.php/alazhar/article/view/217

Article DOI: https://doi.org/10.46896/alazhr.v7i01.217

Title The Waqf laws in the light of Quran o Sunnah and Islamic Scholars

Author (s): Memoona Rafi

Received on: 29 June, 2020

Accepted on: 29 May, 2021

Published on: 25 June, 2021

Citation: Memoona Rafi,, “"The Waqf laws in the light of Quran o Sunnah and Islamic Scholars

,” Al-Azhār: 7 no, 1 (2021): 383-397

Publisher: The University of Agriculture Peshawar

Click here for more

قرآن وسنت،اورفقہاءکی آراہ کی روشنی میں قوانین وقف

The Waqf laws in the light of Quran o Sunnah and Islamic Scholars

*میمونہ رفیع

Abstract

Waqf is basically a charity work. islam guide us to help needy people. Waqf means dedicate their money to hospitals, shrines,needy and poor peoples and other pious work for the sake of islam and welfare of a humanity ,that s why ulema set rules for the waqf properties. In this article the rules and regulations of waqf have been discussed in the light of quran o sunnah and ulema. There is controversial thoughts of ulema about waqf also have been mentioned in this article to explain waqf laws.

Key words: Waqf, Rules and Regulations, Waqf laws, controversial, Ulema.

----

* پی ایچ ڈی اسکالر، گفٹ یونیورسٹی گوجرانوالہ

اوقاف کا ادارہ زندہ قوموں کے قومی اور ملی جذبوں کا عکاس ادارہ ہوتا ہے، اس ادارے سے معاشرے کے کمزور حصوں کو تقویت ملتی ہے اور اس کے ذریعے قوموں کے باضمیر ہونے کا پتہ چلتا ہے۔اس ادارے کے ذریعے مسجدیں، مدارس، تعلیم گاہیں، اور شفاخانے آباد ہوتے ہیں مدارس اور تعلیم گاہیں قائم کی جاتی ہیں، معذور اور غریب لوگوں کو اس کے ذریعے سہارا ملتا ہے۔

وقف معنی و مفہوم:

وقف کے لغوی معنی ہیں: رک جانا، ٹھہر جانا، یعنی کسی چیز کو روک لینا۔ فیروز آبادی وقف کی لغوی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وقف يقف وقوفاً:دام ساكنا ووقف الدار:حبسها يقال: وقف الشئء:اى حبسه فلا يباع ولايورث، وجعله فى سبيل الله[1]

وقف کے معنی ہیں رکنا، اور ٹھہرنا یعنی کسی چیز کو روک دینا کہا: چیز کو وقف کرنا، بیچنے اور وارثت سے اس کو روک دینا اور اسے اللہ کی راہ میں دے دینا۔)

القیومی لکھتے ہیں:

سبّلت الثمرة بالتشديد جعلتها في سبل الخير وأنواع البر[2]

(نیکی کے حصول کی خاطر اشیاء کا ثمر صدقہ کر دینا۔)

أجمع تعريف لمعاني الوقف .. أنه : حبس العين وتسبيل ثمرتها، أو حبس عين للتصدق بمنفعتها[3]

(وقف کی مجموعی تعریف یہ ہے کہ کسی چیز کی اصل محفوظ کر کے اس کے ثمرات کو صدقہ کر دینا یا اس کی اصل ملکیت روک کر منافع صدقہ کر دینا۔)

لفظ وقف کا مصدر اوقاف ہے جس کے معنی ہیں رکنا، ٹھہرنا، لفظ وقف کو اسلامی تاریخ میں جس مفہوم اور جس مقصد کے لیے عام طور پر استعمال کیا جاتا ہے، وہ عام مستعمل لفظ سے مختلف ہے۔

قرآن میں لفظ وقف کا استعمال:

قرآن کریم میں لفظ وقف اپنے لغوی معنوں میں استعمال ہوا ہے جس کا معنی ہے رک جانا، ٹھہر جانا۔ بنیادی طور پر قرآن میں لفظ وقف استعمال ہوا ہے لیکن اپنے لغوی معنی کے اعتبار سے یعنی وقف کا لفظ ٹھہرنے اور رکنے کے مفہوم میں استعمال ہوا ہے:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْـُٔوْلُوْنَ 24ۙ[4]

(اور ان کو روکے رہو کیونکہ ان سے کچھ پوچھا جائے گا۔ یعنی جہنم میں جانے سے ذرارو کو تاکہ ان سے کچھ پوچھ گچھ کی جائے۔)

اسی طرح احادیث مبارکہ میں بھی یہ لفظ اپنے لغوی معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ فرمان نبوی ہے:

لویعلم الما رین یدی المصلی مادا علیه من الاثم لکان ان یقف اربعین خیراً له[5]

(اگر نمازی کے آگے سے گزرنے والا جانتا ہو کہ اس پر کتنا گناہ ہو گا تو وہ چالیس تک کھڑے رہ کر انتظار کرتا (چالیس دن، چالیس مہینے یا چالیس سال)

اوپر بیان کی گئی ادلہ شریعہ کی روسے یہ ثات ہو تا ہے کہ قرآن وحدیث میں وقف کا لفظ اپنے لغوی معنوں میں استعمال ہوا ہے، مگر اصطلاحی معنوں میں استعمال نہیں ہوا۔ لہذا وقف کا مفہوم قرآن میں واضح طور پر موجود نہیں ہے نیز قرآن میں وقف کو صراحتاً بیان نہیں کیا گیا بلکہ قرآن میں وقف کو صدقہ کے معنی میں استعمال کیا گیا ہے۔ یعنی اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کو صدقہ اور نیکی سے تعبیر کیا گیا ہے۔

قرآن وسنت کی روشنی میں وقف کا تصور:

قرآن وسنت میں اشیاء وقف کرنے کی بڑی فضیلت آئی ہے ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۵ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ[6]

(جب تک تم ان چیزوں میں سے جن کو تم عزیز رکھتے ہو کچھ خرچ نہ کروگے اس وقت تک تم حقیقی بھلائی کو ہر گز نہ پہنچوگے اور تم جو کچھ بھی کرتے ہو سو اللہ تعالیٰ اس کو خوب جانتا ہے۔)

اوپر بیان کردہ آیت کو ہی فقہاء کرام وقف کے جواز کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ روایات سے یہ ثابت ہو تا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت انس بن مالکؓ نے کہا کہ حضرت طلحہ انصاریؓ نے مدینہ منورہ میں موجود اپنا باغ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی اجازت سے اللہ کی راہ میں وقف کر دیا علامہ ابن کثیر بھی اسی حدیث کو اپنی تفسیر القرآن العظیم[7] میں وقف کے ثبوت کے طور لکھتے ہیں:

عن أنس بن مالك ، رضي الله عنه أنه قال : كان أبوطلحة أكثر الأنصار بالمدينة مالاً من نخْل ، وكان أحبَّ أمواله إليه بَيرُحاء ، وكانت مستقبلة المسجد ، وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم ، يدخلها ويشرب من ماء فيها طيب ، قال أنس : فلما أُنزلت هذه الآية : {لن تنالوا البر حتى تنفقوا مما تحبون..} قام أبوطلحة إلى رسول الله ، صلى الله عليه وسلم ، فقال : يا رسول الله ، إن الله تبارك وتعالى يقول : { لن تنالوا البر حتى تنفقوا مما تحبون ... } ، وإن أحب أموالي إليّ بيرحاء ، وإنها صدقة لله، أرجو برّها وذخرها عند الله فضعها يا رسول الله حيث أراك الله. قال : فقال رسول الله ، صلى الله عليه وسلم : (بَخْ ذلك مال رابح ، ذلك مال رابح ، وقد

سمعت ما قلت ، وإني أرى أن تجعلها في الأقربين). فقال أبوطلحة افعل يا رسول الله . فقسمها أبوطلحة في أقاربه وبني عمه.[8]

(حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ انہوں کہا: حضرت ابو طلحہؓ انصارِ مدینہ میں سے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی: (جب تک تم ان چیزوں میں سے جن کو تم عزیز رکھتے ہو کچھ خرچ نہ کروگے) تو حضرت طلحہؓ حضور ﷺ کی خدمت قدس میں حاضر ہوئے اور کہا یا رسول اللہ ﷺ پر اللہ تعالی نے آیت نازل فرمائی ہے اور مجھے سب سے زیادہ عزیز بیر حاء ہے یہ اللہ کے لیے صدقہ ہے میں اس سے خیر اور اجر کی امید کرتا ہوں پس اے اللہ کے رسول جس طرح آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے آپ ﷺ اس طرح بنا دیں تو آپ ﷺ نے فرمایا میں نے تمہاری بات سن لی ہے تو اسے اپنے قرابت داروں کے لیے وقف کر دے پس حضرت ابو طلحہؓ نے حضور ﷺ کے حکم سے ویسے ہی کر دیا اور اس باغ کو اپنے چچا زاد بھائیوں کو دے دیا۔)

حضور ﷺ کی احادیث مبارکہ سے وقف کے جواز کا ثبوت ملتا ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی امت کو وقف کرنے کی تلقین کی،

مسالک فقہ میں وقف کی تعریف:

وقف کے بنیادی تصور، اس کے مقاصد اور طریقہ کار میں فقہی مسالک کے ہاں اتفاق بھی پایا جاتا ہے اور اختلاف بھی، اسی طرح وقف کی تعریف میں بھی فقہا کرام کے درمیان جزوی اختلاف موجود ہے۔

الکبیسی اپنی کتاب احکام الوقف فی الشریعۃ الاسلامیہ میں لکھتے ہیں:

قد اختلف الفقہاء فی بیان معنی الوقف فی الاصطلاح الشرعی ، اذ عرفوه بتعاریف مختلفة تبعا لاختلف مذاهبهم فی الوقف من حیث لزومه و عدم لزومه [9]

(فقہا کے درمیان وقف کے شرعی اصطلاحی مفہوم کی تعریف کے حوالے سے اختلاف پایا جاتا ہے ، وقف کے لزوم کے جواز اور عدم جواز کے حوالے سے مختلف فقہی مذاہب کے فقہاکے درمیان اختلاف رائے موجود ہے۔)

یعنی بعض فقہا کرام وقف کے جواز کے قائل ہیں اور بعض قائل نہیں ہیں فقہ حنفی کی کتاب ہدایہ میں المرغینانی امام ابو حنیفہؒ سے وقف کی تعریف نقل کرتے ہیں:

هو حبس العین علی ملک الواقف و التصدق بالمنفعه بمنزلته العادی[10]

(وقف کسی شی کو وقف کنذہ کی ملکیت میں روک دینا اور اس کے فوائد و ثمرات کو صدقہ کر دینا ہے۔)

یعنی اس تعریف سے یہ واضح ہوتا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک " وقف کردینے سے (مساجد کے سوا) موقوفہ شی وقف کنذہ کی ملکیت سے خارج نہیں ہوتی۔امام ابو حنیفہ کی یہ رائے جمہور علماہ اور صاحبین کے خلاف ہے۔ اور خود حنفی فقہا بھی اس رائے سے اختلاف کرتے ہیں۔ فقہ حنفی میں امام محمد اور امام ابو یوسف ان کی اس رائے سے اختلاف کرتے ہیں۔ امام محمد اور امام ابو یوسف وقف کی تعریف یوں بیان کرتے ہیں:

هو حبس العين على حكم ملك الله تعالىٰ على وجه تصور والمنفعته الى العباد[11]

کسی شی کو اللہ تعالیٰ کی ملکیت پر اس طرح روک دینا کہ اس کے منافع لوگوں کی طرف لوٹائے جاسکیں۔)

یعنی وقف کی تعریف میں فقہ حنفی کے فقہا کرام کا آپس میں اختلاف موجود ہے، بہر کیف فقہ حنفی کے جمہور علماہ کی رائے وہی ہے جو کہ امام محمد اور امام ابو یوسف کی رائے ہے۔

امام سرخسیؒ المبسوط میں وقف کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

هو حبس المملوك عن التمليك من الغير[12]

(وقف کے معنی کسی شی کو محفوظ کرنا اور کسی تیسرے فرد کی ملکیت میں جانے سے روکنا کے ہیں۔)

امام سرخسیؒ وقف کی تعریف بھی وہی کرتے ہے جو کہ جمہور فقہا کی رائے ہے یعنی وقف میں وقف کرنے والا چیز کو اللہ کی راہ میں دے دیتا ہے اور وہ کسی کی ملکیت نہیں ہوتی۔

فقہ شافعی میں امام شافعیؒ کتاب الام میں وقف پر مفصل بحث کرتے ہیں وہ وقف کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

العطا یا التی تتم بکلام المعطی دون ان یقبضها المعطی[13]

(وقف ان عطیات میں سے ہے کہ جو معطی کے محض کہنے سے مکمل ہو جاتے ہیں ان پر کسی کا قبضہ ضروری نہیں ہوتا۔)

یعنی امام شافعیؒ بھی موقوفہ چیز پر کسی انسان کی ملکیت ضروری نہیں سمجھتے ہیں بلکہ وہ واقف کے کہہ دینے ہی سے چیز وقف تصور کی جاتی ہے۔

مشروعیت وقف:(جواز اور عدم جواز کے قائلین)

وقف کی مشروعیت کے حوالے سے فقہا کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے:

اختلف الفقهاء فی مشرو عیتة الوقف ، فمنهم من اجازه ا مطلقا، و منهم من منعه مطلقا ، و هناک من اجازه فی حال و منعه فی اخری[14]

(وقف کی مشروعیت میں فقہا کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے اس کی اجازت اور منع کے حوالے سے ۔)

جو علما وقف کے جواز کے قائل ہیں وہ قرآن کی اس درج ذیل آیت کو اپنے استدلال کا موضوع بناتے ہیں جس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے لیکن یہاں اسے بطور جوازِ وقف دوبارہ بیان کیا جارہا ہے تاکہ ان علماء کا مئوقف واضح طور پر بیان کیا جاسکے جو وقف کے جواز کے قائل ہیں اور وقف کو کن دلائل کی بنیاد پر جائز سمجھتے ہیں؟ وہ اس آیت کو بطورِ استدلال بیان کرتے ہیں:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۛ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ[15]

جو فقہا وقف آیات کی اس مندرجہ بالا آیات کو اپنے استدلال کا موضوع بناتے ہیں وہ درج ذیل حدیث مبارک کو بھی بطورِ استدلال استعمال کرتے ہیں وقف کے جواز کے قائلین کا یہ مئوقف ہے کہ اس حدیث میں بیان کردہ حضرت عمرؓ کا یہ قصہ قانون وقف کے لیے ایک بنیاد فراہم کرتا ہے اسی لیے اس حدیث کے الفاظ کو قانون وقف کے صیغہ کے طور پر استعمال کیا گیا ہے:

ابن عمر رضي الله عنهما الذي يقول فيه أصاب عمر بخيبر أرضاً، فأتى النبي (فقال: أصبت أرضاً، لم أصب مالاً قط أنفس منه، فكيف تأمرني به؟ قال:)إن شئت حبست أصلهاوتصدقت بها)، فتصدق عمر: أنه لا يباع أصلها، ولا يوهب، ولا يورث، في الفقراء والقربى،والرقاب، وفي سبيل ه الله، والضيف، وابن السبيل، لا جناح على من وليها أن يأكل منها بالمعروف، ويطعم صديق اً غير متمول فيه[16]

(حضرت ابن عمر راوی ہیں کہ حضرت عمرؓ کو خیبر میں کچھ اراضی ملی وہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاس حاضر خدمت ہوئے اے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مجھے خیبر میں اراضی ملی ہے، مجھے اس سے بہتر مال کبھی حاصل نہیں ہوا، آپ اس کے متعلق مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم چاہو تو اس کی اصل کو روکے رکھو اور اس کا منافع صدقہ کر دو، لیکن اس کی اصل کو نہ تو ہبہ

کیجائے گا، اور نہ وہ وراثت بنے گا۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے فقراء و مساکین اور رشتہ داروں، غریبوں، اللہ کے راستے، مسافروں اور مہمانوں کے لیے وقف کر دیا۔)

علامہ ابن حجر عسقلانیؒ اپنی کتاب فتح الباری میں لکھتے ہیں:

وحديث عمر اصل هذا اصل فى مشروعية الوقف[17]

(اور حدیث عمر مشروعیت وقف کی اصل ہے۔)

علامہ قرطبیؒ لکھتے ہیں:

اجماع من الصحابة، و ذلک ان ابا بکر،وعمر، وعثمان ،وعليا، وعائشة،و فاطمة، وعمروبن العاص، و ابن الزبير،وجابراً، کلهم وقفوا الاوقاف،واوقافهم بمكة والمدينة معروفة مشهورة[18]

(وقف پر اجماع صحابہ ہے ان میں حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ، اور حضرت علیؓ اور حضرت عائشہؓ اور فاطمہؓ اور عمرو بن العاصؓ اور ابن زبیرؓ و جابرؓ تمام وقف کے قائل ہیں اور انہوں نے مکہ اور مدینہ میں اپنے وقف کیے جو کہ مشہور و معروف ہیں۔)

وقف کے عدم جواز کے قائلین: فقہ حنفیہ، فقہ مالکیہ، فقہ حنبلی، اور فقہ جعفریہ کے جمہور فقہا وقف کو جائز قرار دیتے ہیں بہت قلیل ایسے فقہی ہیں جو اسے جائز نہیں سمجھتے جن میں شافعی مسلک کے قاضی ابن شریحؒ اور اس کے علاوہ امام ابو حنیفہؒ کی وقف کی تعریف کی روشنی میں انہیں بھی وقف کے عدم جواز کے قائلین میں شمار کیا گیا ہے۔

امام ابو حنیفہؒ وقف کے باطل ہونے کی دلیل حضور ﷺ کے اس قول کی رو سے قرار دیتے ہیں جو نیچے درج کیا گیا ہے جسے ھدایہ میں بدر الدین عینی لکھتے ہیں:

لا حبس ان فرائض الله تعالیٰ ، 19 فلو كان الوقف يخرج المال الموقوف عن ملک الواقف ، لكان حبسا عن فرائض الله ، لانه يحول بين الورثة و بين اخذ نصيبهم المفروض[20]

(کوئی چیز بھی اللہ کے فرائض کو ادا کرنے سے نہیں روکتی، پس وقف میں مال واقف کی ملکیت سے خارج ہو جاتا ہے اس طرح اللہ کے فرائض ادا نہیں ہو پاتے اس میں وراثت بھی نہیں ہوتی اور یوں جن کا حق ہے انہیں نہیں ملتا۔)

وقف پر صحابہ کرامؓ کا اجماع ثابت ہے۔ اختلاف محض وقف کے لزوم کے اوپر ہے۔

أن جابرًا رضي الله عنه قال : (لم يكن أحد من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم ذو مقدرة إلا وقف ، وهذا إجماع منهم ، فإن الذي قدر منهم على الوقف وقف ، واشتهر ذلك ولم ينكره أحد ، فكان إجماعًا[21]

(جابرؓ سے روایت ہے کہ ہم اصحاب النبی کے درمیان وقف کی ایک ہی تعریف بیان کی جاتی ہے اور اس پر ہمارے درمیان اجماع ہے اور کسی نے بھی اس اجماع سے انکار نہیں کیا۔)

ارکان اور شرائط وقف:

جمہور فقہا کے ہاں وقف کے ارکان چار ہیں۔اور فقہ حنفی میں صیغہ ہی کو ارکان میں شامل کیا جاتا ہے۔

للوقف عند جمهور الفقهاء اربعة اركان[22]

(جمہور فقہا کے ہاں وقف کے ارکان چار ہیں۔)

فقہ حنفی میں صیغہ ہی کو ارکان وقف میں شمار کیا جاتا ہے۔

عند الحنفيه ، فالركن عندهم هو الصيغة فقط[23]

(حنفیوں کے نزدیک ارکان محض صیغہ ہی ہیں۔)

اور وہ صیغہ درج ذیل ہیں:

۱-الشخص الواقف (وقف کرنے والا شخص) ۲-المال الموقوف (مالِ موقوف،یعنی وہ مال جسے وقف کیا جارہا ہے۔) ۳-والموقوف عليہ(اور جس پر وقف کیا جارہا ہے۔)۴-الصيغة المعتبرة فهى هنا الإيجاب من الواقف[24](وہ الفاظ جو وقف منعقد کرتے ہوئے استعمال ہوتے ہیں۔)

واقف(وقف کرنے والا) کے لیے شرائط:

فقہا کرام نے واقف کے لیے کچھ شرائط عائد کی ہیں کہ وہ جوان،عاقل اور بالغ ہو یعنی بالغ ہو کر انسان سمجھدار ہو جاتا ہے اس لیے عاقل اور بالغ ہونے کی شرائط رکھی گئی ہیں:

العقل:(عقل)

فلا يصح وقف المجنون ، لانه فاقد العقل ، ولا وقف المعتوه ، لانه ناقص العقل ، ولا وقف مختل العقل بسبب مرض او كبر، لانه غير سليم العقل لان كل تصرف يتطلب توافر العقل والتميز[25]

(وہ مجنوں (پاگل) کا وقف صحیح نہیں ہے کیونکہ وہ عقل والا نہیں ہوتا اور پاگل کا وقف نہیں ہوتا،وہ ناقص العقل ہوتا ہے اور نہ بیوقوف کا وقف ہوتا ہے بسبب بڑی بیماری کی وجہ سے،کیونکہ ہر عمل کے لیے عقل و امتیاز کی ضرورت ہوتی ہے۔)

البلوغ:(بلوغ)

فلا يصح وقف الصبى، سواء أكان مميزًا أم غيرمميز، لان البلوغ مظنة كمل العقل ، ولخطورة التبرع[26]

(وقف تب تک صحیح نہیں ہے جب تک وہ بالغ نہ ہو اور خاص اور غیر خاص میں فرق جانتا ہو کیونکہ بالغ میں عقل کامل ہوتی ہے۔)

۳۔ ملک تام (مکمل مالک)

فلا يصح وقف مال الغير ، ولا يصح وقف الغاصب المغصوب، اذا لا بد فى الواقف من ان يكون مالكاً الموقوف وقت الوقف ملكاً باتا او بسبب فاسد كالمشترى شراء فاسدًا والموهب بهبة فاسدة بعد القبض[27]

(کسی کے مال میں وقف جائز نہیں ہے کسی کی غصب شدہ جائیداد میں وقف جائز نہیں ہے۔ واقف کے لیے ضروری ہے کہ جب وہ وقف کرنے لگے تو اس کے لیے اس وقف کردہ شے کا کلی طور پر مالک ہونا ضروری ہے، پھر وقف کرنے کے بعد وہ اس وقف کردہ ملکیت کو نہ بیچ سکتا ہے نہ ہبہ کر سکتا ہے۔)

یعنی جو انسان وقف کر رہا ہے اس کا اس کیے گئے وقف شدہ جائیداد سے سروکار ختم ہو جاتا ہے۔

۳۔ مالِ موقوف، شرائط: (وہ مال جو وقف کیا جارہا ہے اور اس پر عائد شرائط۔)

مالِ موقوف وہ ہونا چاہیے جو حقیقی ملکیت ہو اور جائز ملکیت ہو:

و يشترط فيه ان يكون مالا مملوكا للواقف حين الوقف فلا يصح وقف المرهون، ولا المحجوز لقضاءحق ويشترط دوام الانتفاع به و ليس من المستهلكات كالطعام[28]

(اور اس میں شرط یہ ہے کہ واقف وقف کرتے وقت مال مملوک رکھتا ہو نہیں تو وقف صحیح نہ ہو گا اور اس میں ہمیشہ کے لیے منافع کی شرط ہو)

مالِ موقوف کے بارے میں بات کرتے ہوئے مصطفی الزرقا اپنی کتاب احکام الوقف میں لکھتے ہیں:

۱- ان يكون الموقوف مالاً متقوما:اذا لا يتاتى وقف ماليس من الاموال ، كالا ترابة فى مواقعها، وما ليس بمتقوم كالخمر و الخنذير

(موقوف مالِ متقوم ہو۔ اس کا وقف نہیں ہو سکتا جو مال (پیسہ) میں نہیں آتا مٹی کے مقامات میں سے ہو، اور سور اور شراب کی طرح نہ ہو۔)

۲- ان يكون الوقف مملوكا: فلا يصح وقف غير المملوك، مثل: الاراضى الموات و شجر البوادى، و حيوان الصيد قبل صيده

(مال مملوک ہو کسی غیر کی ملکیت میں سے وقف جائز نہیں ہے مثلاً مردہ شخص کی زمین، صحرا کے درخت اور شکار کے جانوار شکار سے پہلے۔)

٣- ان يكون معلوما حين الوقف : فلا يصح وقف الشئ المجهول،

(وقف کے وقت وقف کا معلوم ہو: نامعلوم شے کا وقف صحیح نہیں ہے

٤- ان يكون مالاً ثابتاً: فيخرج به مالا يبقى على حاله التى يتحقق بها الا نتفاع، كا لثمار، و الخضر وات، والثلج[29]

(پیسہ کی شکل میں ہو (مال ثابتا) اس رقم سے مال تیار کیا جاتا ہے اور اس کا منافع حاصل کیا جاتا ہے جیسے پھل اور سبزیاں۔)

موقوف علیہ: (شرائط)

مالِ موقوف مساجد، مساکین، مجاہدین اور غریب رشتہ داروں کے لیے ہے یعنی یہ وہ مصارف وقف (موقوف علیہ) ہیں جن پر کوئی چیز صدقہ یا وقف کیا جاتا ہے:

وهى الجهةالمنتفعة من الوقف، كالمساكين و المساجد و القناطير والاقارب[30]

(اور اس وقف کے منافع کے حقدار مساکین، اور مساجد، اور مجاہدین اور غریب رشتہ دار ہیں۔)

ان تكون الجهة الموقوف عليها قربة من القربات فلا يجوز الوقف على المعاصى و المنكرات و اهلها، و على الحربيين ، و الكنائس، و الشعائر الدينية غير الاسلامية[31]

(جس پر موقوف کیا جارہا ہے اس میں قربت کا پہلو ہونا چاہیے پس گناہ اور نافرمانی کے لیے وقف جائز نہیں ہے۔ جیسے جنگیں، گرجاگھر، اور غیر اسلامی رسومات۔)

یعنی وقف کو غیر اسلامی کاموں کے لیے استعمال نہیں کیا جاسکتا۔

فقہ حنفی، میں قربت میں دو چیزیں بیان کی گئی ہیں:

١- ان يكون الموقوف عليه قربة فى نظر الشريعة

(موقوف علیہ شریعت کی نظر میں دیندار ہو۔)

٢- ان يكون قربة فى اعتقاد الواقف [32]

(اعتقاد الواقف میں قربت رکھتا ہو۔)

١- ان يكون الموقوف عليه جهة بروقربة و ليست جهة معصية

(موقوف علیہ میں قربت اور نیکی کا پہلو ہو اور نافرمانی کا پہلو نہ ہو۔)

٢- ان يكون اهلاً للتملك انفاً

(وہ اس کی ملکیت کا اہل ہو۔(یعنی اس کی دیکھ بھال))

٣- ان لا يعود الوقف على الواقف، سواء وقف على نفسه او اشتراط الغلة لنفسه[33]

(وقف واقف کی طرف نہیں لوٹے گا برابر ہے کہ اس نے اسے اپنے لیے وقف کیا ہو یا اس نے اس غلہ میں سے اپنے لیے کوئی شرط رکھی ہو۔)

ان يكون الموقوف عليه موجودًا اذا كان الوقف لمعين و ذلك عند انشاء العقد، اما انقطاع الجهة الموقوف عليها فهو محل خلاف بين الفقهاءبين من يرى ان الاصل عدم صحة الوقف المنقطع انتهاء فقط او ابتداء و انتها، و بين من يرى صحة الوقف المنقطع مطلقا[34]

(جب وقف منعقد ہو تو موقوف علیہ موجود ہو کیونکہ مالِ موقوف واقف کی ملکیت سے منقطع ہو جاتا ہے لہذا اس میں فقہا کا اختلاف موجود ہے کہ اصل ابتدا سے انتہا تک منقطع ہوتا یا مکمل منقطع ہو جاتا ہے۔) لہذا موقوف علیہ کا وقف کے نعقہ ہوتے وقت موجود ہونا لازمی ہے۔

الصیغۃ:(وقف کا صیغہ، انعقاد الوقف بالصیغہ)

اس میں وہ الفاظ ہیں جو وقف کے انعقاد کے وقت بیان کیے جاتے ہیں یا بولے جاتے ہیں، صیغہ کو فقہا نے اقسام میں بیان کیا ہے اور اس کی دو اقسام ہیں صریح اور کنایہ اب آگے ان کی تین تین اقسام ہیں یعنی کل چھ الفاظ ہیں جن میں تین صریح اور تین کنایہ کے۔

وقف کا انعقاد صیغہ کے ساتھ کرنا یعنی بول کر کہنا کہ یہ میرا مال وقف ہے وغیرہ، اس بارے میں اکثر فقہا لکھتے ہیں صریح الفاظ کے استعمال سے وقف کا انعقاد ہوتا ہے اور وہ صریح الفاظ یہ ہیں:

١۔ الوقف (وقف کیا۔)

٢۔الحبس(روک دینا۔)

٣۔ التسبیل(ثمر دینا۔)[35]

فقہا کے درمیان صریح الفاظ کے استعمال میں اختلاف پایا جاتا ہے لہذا ابن عابدین شامی رد المختار میں صریح الفاظ کا ذکر کرتے ہیں:

ا- صريحة: كان يقول : وقفت،و حبست،و سبلت[36]

(صریح قول یہ ہے کہ اور ٹھہر جانا، اور رک جانا، اور ثمر دے دینا۔)

یہ صریح الفاظ ہیں ان الفاظ میں سے جو لفظ بھی وقف کے لیے استعمال کیا جائیگا وقف قائم ہو جائیگا اور کسی اور بات کی ضرورت باقی نہ رہے گی یہ الفاظ اس طرح ہیں جس طرح طلاق کے معاملے میں لفظ تطلیق ہوتا ہے۔ لہذا فقہا ان الفاظ میں سے کسی ایک کے استعمال کرنے سے وقف کے انعقاد کے قائل ہیں۔

کنایہ استعمال ہونے والے الفاظ مندرجہ ذیل ہیں:

الكنايتة: كان يقول : تصدقت، و حرمت، و ابدت[37]

(صدقہ کیا، اور تحریم کیا، اور ہمیشہ کے لیے دے دیا۔)

کنایہ کے الفاظ سے وقف منعقد نہیں ہوتا کیونکہ یہ الفاظ واضح نہیں ہیں جس سے وقف کی شرائط واضح ہوتی ہوں لہذا صریح الفاظ کے ساتھ کنایہ کے الفاظ کا استعمال کرنے سے صحیح وقف منعقد ہو گا۔

او اقتران احد الالفاظ الصريحة او الباقى من الفاظ الكناية معه و اقتران الا لفاظ الصريحة: (تصدقت بكذا، صدقة، موقوفة، او محبوسة او محبوسة او مسبلة او محرمة) و اقتران لفظ الكناية بحكم الوقف كان يقول:(تصدقت بكذا صدقة لا تباع و لا تورث)[38]

(اور اگر ایک لفظ صریح کا اور باقی الفاظ کنایہ کے جو کہ صریح الفاظ کے ساتھ ہو تو (جیسے صدقہ کیا، وقف کیا، یا روک دیا یا تحریم کیا یا ثمر دیا اور وقف کے حکم کے ساتھ الفاظ کنایہ کے ہو (یہ صدقہ کیا جس میں نہ وراثت جاری ہو گی اور نہ اسے بیچا جائیگا۔)

نیز فقہ حنفی میں محض الفاظ کے استعمال سے ہی وقف کا انعقاد ہو جاتا ہے جو کہ چار ہیں جن کا ذکر اوپر کیا جا چکا ہے جبکہ فقہ شافعی میں الفاظ کے ساتھ عمل بھی ہو تب وقف کا انعقاد ہوتا ہے یعنی قول و عمل کیساتھ وقف کا انعقاد ہوتا ہے:

الا ان الوقف لا يصح الا بصيغة لفظية من ناطق يشعر بالمراد، قياسا العتق و سائر التمليكات-[39]

(صیغہ کے الفاظ کے ساتھ وقف صحیح نہیں ہے اس سے محض قیاس کیا جاتا ہے۔)

فقہ حنبلی میں صیغہ اور عمل دونوں کیساتھ وقف صحیح سمجھا جاتا ہے:

و يصح الوقف بالقول والفعل الدال عليه، مثل ان يبنى مسجدا و ياذن للناس فى الصلاة فيه[40]

(قول اور فعل (عمل) دونوں کیساتھ وقف صحیح ہے مثلاً مسجد بنانا یا لوگوں کے لیے مسجد میں نماز کی اجازت دیں۔)

لہذا فقہا کا آپس میں انعقاد وقف کے حوالے سے اختلاف نظر آتا ہے۔ لیکن جمہور فقہا وقف کے صریح الفاظ کے ساتھ وقف کے انعقاد کے قائل ہیں۔

قرآن وسنت اور فقہا کی آراہ کی روشنی میں یہ بات سامنے آتی ہے کہ وقف کرنا باعث ثواب ہے جس کا حکم ہمیں قرآن وسنت سے بھی ملتا ہے اور فقہا بھی اس بات پر متفق ہیں۔

References

Al-quran.
1.Abu Zahra. Muhammad. Muhazrat-fil-waqf. Egypt:dar al –fikar arabi.1972
2. Al –bukhari,Muhammad bin ismail.sahih al-bukhari. Egypt:dar al- islam lil nashar wa al-tuzi.1995
3. Badr al- din al- aini. Mahmood bin ahmad bin musa.Beirut:dar al- kutub al- ilmiyah 2000
4.Feroz Abadi, Muhammad bin yaqub. Al-qamoos-al-muhet. Beirut: Dar ul-kutub-al ilmiyah 1995
5.Al-qaumi, ahmad bin muhmmad bin ali. Al –misbah- al- munir. al- maktaba al- misria 1318 hijri
6.Ibn-e-kathir.abu al-fida.al-quran al-azem.vol:1, Beirut: dar al- kutub al- ilmiyah1971,p:101
7.Al-kabisi, Muhammad obaid Abdullah. Ahkam ul- waqf fi sharaih al –islamia. Baghdad:al-irshad 1977
8.Al-murghinani,burhan al- din.al-hidaya.book:al-waqf,Beirut: dar al- kutub al- ilmiyah 2000
9.Shami,ibn-abadin.fatawa alamgiri.vol:3, Beirut: dar al- kutub al- ilmiyah 1402hijri
10.Al-surkhasi,shams –ud- din.al-mabsut.Beirut: dar al-muarfa 1989,p:13
11.Al-shafi,Muhammad bin adrees.kitab alam.vol:1,Syria:dar al-wafa20001
12.Al-asqalani,ibn-hajar.fatah al- bari.Beirut: dar al-kutub al-ilmiyah1990,
13.Al-qurtabi, abu abdulah.Tafseer al-qurtabi.Beirut: maktaba al- muaraf 2001
14.Ibn qadama, almughni. Beirut: dar al- kutub al- ilmiyah 2003
15.Al- zarqa, Mustafa.ahkam ul- waqaf.oman: dar amar1997
16.Ibn –e abaden. Rad ul mukhtar ali-al –dar-e mukhtar.al-Riyad:dar alam al kutub 2003
17.Ibn –e juzi al- kalbi, Muhammad bin ahmad.al-qwanin al- faqhya. Beirut: dar al- kutub 2000
18.Al- kasani, ala –ud –din abu bakar bin massod bin ahmad. Bida al- sinayae fi Tarteb al- sharaih . Beirut:dar al –kutub al- ilmiyah 1406 hijri
19.Al-jasar,suleman. Al- waqaf wa ahkama hu fi zu al- sharaih al- islamia.al-
20.Al- maradavi,ali bin usman. Al- insaf fi marfat- al-rajay man khilaf. Beirut: dar ahya al- tiras 1956
21.Ibn e- najeem ,zain al- ud din.al- bahar al- raiq. Beirut: dar al- kutub al- ilmiyah1997
22.Al –sharbani.mughni al-muhtaj. Lebanon:dar al-muarfa 1997

23.Imam nuwi,rouzt al- talibeen.Beirut: dar ul-kutub al- ilmiyah 2002

[1]Feroz Abad, Muhammad bin yaqub. Al-qamoos-al-muhet. Beirust: Dar ul-kutub-al ilmiyah 1995,p:860

[2] Al-qaumi, ahmad bin muhmmad bin ali. Al –misbah- al- munir. al- maktaba al-misria 1318 hijri,p:265

[3]Abu Zahra. Muhammad.muhazrat-fil-waqf. Egypt:dar al –fikar arabi.1972,p:44

[4]Al-quran,37:24

[5]Al –bukhari,Muhammad bin ismail.sahih al-bukhari.Vol:1, book:ul -salat, chapter:ism al-marbin yadi al-musli.hadith no:138,p:510

[6]Al-imran,4:92

[7]Ibn-e-kathir.abu al-fida.al-quran al-azem.vol:1, Beirut: dar al- kutub al-ilmiyah1971,p:101

[8]Al –bukhari, sahih al-bukhari. book: al-zukat,chapter: al-zukat alil-aqarab,vol:2, hadith no:4554 ,p:530

[9]Al-kabisi, Muhammad obaid Abdullah. Ahkam ul- waqf fi sharaih al –islamia. Baghdad:al-irshad 1977,vol:1,p:59

[10]Al-murghinani,burhan al- din.al-hidaya.book:al-waqf,Beirut: dar al- kutub al-ilmiyah 2000,p:612

[11]Shami,ibn-abadin.fatawa alamgiri.vol:3, Beirut: dar al- kutub al- ilmiyah 1402hijri,p:35

[12] Al-surkhasi,shams –ud- din.al-mabsut.Beirut: dar al-muarfa 1989,p:13

[13] Al-shafi,Muhammad bin adrees.kitab alam.vol:1,Syria:dar al-wafa20001,p:70

[14]Al-kabisi, Ahkam ul- waqf fi sharaih al –islamia. Vol:1,p:91

[15]Al-imran 4:92

[16] Al –bukhari, sahih al-bukhari.book:al-sharoot, chapter:al-sharoot fi al-waqf,vol:3,hadith no:2737,p:192

[17]Al-asqalani,ibn-hajar.fatah al- bari.Beirut: dar al-kutub al-ilmiyah1990,vol:5,p:602

[18]Al-qurtabi, abu abdulah.Tafseer al-qurtabi.Beirut: maktaba al- muaraf 2001,vol:2,p:210

[19] یہ حدیث دار قطنی سے لی گئی ہے جس میں بیان کیا گیا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ اس حدیث میں دو راوی عبد اللہ بن لھیۃ اور اسنیہ عیسی بن لھیۃ ضعیف ہیں -(الدارقطنی فی مسندہ فی الفرائض عن عبداللہ بن لھیۃ عن اسنیہ عیسی بن لھیۃ عن عکرمۃ عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ لا حبس عن فرائض اللہ) عبد اللہ بن لھیۃ و اسنیہ عیسی بن لھیۃ ضعیفان-)

[20] Badr al- din al- aini. Mahmood bin ahmad bin musa.Beirut:dar al- kutub al-ilmiyah 2000,vol:6,p:308

[21]Ibn qadama, almughni. Beirut: dar al- kutub al- ilmiyah 2003, vol:8,p:589

[22] Al- zarqa, Mustafa.ahkam ul- waqaf.oman: dar amar1997,p:38

[23] Ibn –e abaden. Rad ul mukhtar ali-al –dar-e mukhtar.al-Riyad:dar alam al kutub 2003,vol:3,p:359

[24]Ibn –e juzi al- kalbi, Muhammad bin ahmad.al-qwanin al- faqhya. Beirut: dar al-kutub 2000, chapter: fi al- hiba wa fihi,p:243

[25] Al- kasani, ala –ud –din abu bakar bin massod bin ahmad. Bida al- sinayae fi Tarteb al- sharaih . Beirut:dar al –kutub al- ilmiyah 1406 hijri,vol:6,p:491

[26]Ibid, al- kasani,vol:6,p:419

[27]Ibid, al-kasani,vol:6,p:419

[28]Al-jasar,suleman. Al- waqaf wa ahkama hu fi zu al- sharaih al- islamia.al- riyad: madar al- watan lil nashar 1433hijri,p:36

[29] Al- zurqa. Ahkam ul-waqaf.,p:1-3

[30] Al- maradavi,ali bin usman. Al- insaf fi marfat- al-rajay man khilaf. Beirut: dar ahya al- tiras 1956 , Chapter: al-waqaf, al- wasaya, al-farayz, al- ataq, vol:7, ,p:13

[31] Al- zarqa,ahkam ul waqaf,p:1-4

[32] Ibn e- najeem ,zain al- ud din.al- bahar al- raiq. Beirut: dar al- kutub al- ilmiyah1997,vol:5,p:3 al- sukhasi, al- mabsut. Vol:13,p:14

[33]Al –sharbani.mughni al-muhtaj. Lebanon:dar al-muarfa 1997,vol:2,p:379-380

[34]Al-surkhasi, al-mabsoot,vol:13,p:14

[35]Ibn –e qadama,al-mughni,vol:6,p:239

[36] shami ,Ibn –abedin, rad ul- mukhtar ali al- dur mukhtar. Vol:3,p:359

[37] Al-maradavi,al-insaf fi muarfat al- rajaye man khilaf.vol:7,chapter:al-wqf ,al-wasaya,al-farayz,al-ataq,p:5

[38]Al- jasar, al-wqf wa ahkama hu fi zu al-sharaih al- islamia,p:30

[39] Imam nuwi,rouzt al- talibeen.Beirut: dar ul-kutub al- ilmiyah 2002,vol:5,p:322

[40]Ibn qadama.al-kafi,vol:4,p:453